بیس کروڑ پودے

حکیم ضیاء الرحمٰن (مئی 1996ء)

سائنسی تحقیق اور جستجو کے نتیجے میں یہ بات پورے طور پر واضح ہو چکی ہے کہ شور و شغب اور گرد و غبار کے زیر اثر انسان اعصابی کھچاؤ اور جسمانی تھکاوٹ کا شکار بن جاتا ہے۔ان اثرات کی شدت کا انسان کی عمر مالی حالت، پیشے اور خاندانی پس منظر کے ساتھ تعلق کا بھی پتہ چلایا گیا ہے۔ مثلاً بڑی عمر کے لوگ نوجوانوں اور بچوں کی نسبت شور اور گرد و غبار زیادہ جلد قبول کرتے ہیں۔ مالی طور پر آسودہ لوگ غریب اور تنگدست لوگوں کی نسبت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ذہنی کام کرنے، پڑھنے لکھنے اور علمی و ادبی قسم کے لوگ جسمانی مشقت کا کام کرنے والوں کی نسبت شور کو زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح تندرست لوگوں کی نسبت بیماروں پر شور اور گرد آلود ماحول کے زیادہ شدید اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ان کے زیر اثر بیماری زیادہ طول پکڑ لیتی ہے اور صحت یابی کا عمل سست پڑ جاتا ہے۔ اعصابی و قلبی بیماریاں جو جدید ہنگامہ خیز دور کی خاص بیماریاں ہیں ان کے زیر، اثر زیادہ شدت اختیار کر لیتی ہیں۔ دماغ اور حرام مغز کی رطوبت کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ فشار خون میں اضافہ ہو جاتا ہے اور دل کی دھڑکن تیز و بے ترتیب ہو جاتی ہے، غیر ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ممالک میں خاص طور پر یہ شور غل اور گرد و غبار ایک عفریت کی شکل اختیار کر گیا ہے، جہاں قانون تو موجود ہوتے ہیں لیکن ان پر عمل کرنے اور کروانے والے مفقود ہوتے ہیں۔ نقل و حمل کے میکانکی ذرائع یعنی موٹر کار، رکشوں، ٹرکوں، بسوں، ریل گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کے بے ہنگم شور اور گڑ گڑاہٹ کے ساتھ ساتھ کارخانوں، فیکٹریوں اور بھٹیوں سے نکلنے والے دھوئیں نے انسانی حیات کو خطرات سے دوچار کر کے رکھ دیا ہے۔ شہر اپنا حسن کھو رہے ہیں۔ اور ہر فرد کام کاج کے بعد جب گھر پہنچتا ہے تو اپنے جسم کے اندر اور باہر گرد و غبار اور دھوئیں کی ایک دبیز تہہ بھی ساتھ لے جاتا ہے، دوسرے ممالک اپنے شہروں اور شہریوں کو شور غل اور گرد و غبار سے محفوظ رکھنے کے لئے پوری لگن اور خلوص سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں کوئی بھی پروگرام روبہ عمل نہیں ہے۔ درخت اُگانے کے بجائے انہیں کاٹا جا رہا ہے۔ سال میں دو مرتبہ شجر کاری مہم چلائی جاتی ہے اور اس مہم کے نام پر کروڑوں روپے خرچ بھی کئے جا رہے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق گذشتہ چالیس سال سے حکومت کی طرف سے چلائی جانے والی مہم کے نتیجے میں پورے ملک کو ایک سبز پوش وادی میں تبدیل ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اس مہم پر خرچ کیا جانے والا اسرمایہ تو سرکاری خزانہ سے نکل کر چند مخصوص لوگوں کی جیبوں میں چلا گیا لیکن سڑکوں اور گلیوں میں دو رویہ سبز ٹہنیاں لگا دی گئیں۔ جو چند ہی دنوں میں خشک ہو کر اپنے پیچھے بڑے بڑے گڑھے چھوڑ گئیں اس سال بھی شجر کاری مہم بڑے زور شور سے جاری ہے۔ بارہ کروڑ کی آبادی کے لئے بیس کروڑ پودے فراہم کئے جا رہے ہیں۔ لیکن عوامی خدشات اب بھی اپنی جگہ موجود ہیں کہ حکومت کی طرف سے چلائی جانے والی اس مخلصانہ مہم اور کوشش کو مفاد پرست ناکام بنا دینے کی پوری صلاحیت اور ذرائع رکھتے ہیں اس لئے ہماری کارپردازان شجر کاری مہم سے گذارش ہے کہ اس مہم کو بیماریوں سے نجات کے لئے جہاد کے جذبہ سے سر کریں۔ اور یہ یاد رکھیں کہ ماحول کو خوش گوار اور گرد و غبار سے محفوظ کر کے وہ جو ایک خوشگوار فریضہ انجام دیں گے اس سے نہ صرف پوری قوم کو فائدہ پہنچے گا بلکہ خود ان کا خاندان بے شمار امراض سے بچا رہے گا۔

قومی صحت اور ہمارا نکتہ نظر

یہ سچائی ہمیشہ اور ہر دور میں تسلیم کی گئی ہے کہ حکمرانی کے لئے بنیادی ضرورت مکمل قومی یک جہتی صاحب اقتدار لوگوں کی غیر جانبداری بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اور ان دونوں بنیادی نکات سے بھی بڑھ کر اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ اہل وطن اور افراد ملت صحت فکری و جسمانی سے سرشار ہوں۔ اچھی جسمانی صحت اور صحت مند دماغ رکھنے والا معاشرہ ہی پوری دنیا میں سرفرازی حاصل کرنے کا اہل ہوتا ہے۔ لیکن جو قومیں اغیار کے نظریات کی چکا چوند سے متاثر ہو کر اپنے اصول و نظریات سے صرف نظر کرنے کی غلطی کر بیٹھتی ہیں۔ وہ اگر چاہیں بھی تو باہمی اتحاد و یگانگت کی فضاء پیدا نہیں کر سکتے۔ یہی کچھ پاکستانی قوم کے ساتھ مسئلہ صحت پر بھی ہوا ہے۔ صحت اور تعلیم کے میدانوں میں ہم نے غیر ملکی امداد و نظریات کو اپنا کر سنگین غلطی کی تھی آج پوری قوم اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ معالجین کی بے شمار تنظیمیں ضلعی صوبائی اور مرکزی سطح پر مصروف سیاست ہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر قومی صحت کی بگڑتی ہوئی صورت حال کی بہتری کے لئے کوئی متحدہ لائحہ عمل مرتب کرنے سے عاری یہ تنظیمیں اپنی اپنی ذات کے خول میں بند ہو کر رہ گئی ہیں۔ اور کچھ یہی حال وزارت صحت کا بھی ہے۔

یہ بڑی دردناک اور المناک حقیقت ہے کہ گذشتہ پچاس سال سے پاکستان میں وزارت صحت کو ایک حقیر اور غیر ضروری وزارت سمجھا جاتا ہے۔ سیاسی میدان میں جو سب سے زیادہ کمزور اور ناتواں انسان میسر آ جائے اسے وزارت صحت کا قلمدان سونپ دیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ قوم کا ہر فرد اس احساس سے محروم ہو گیا ہے کہ صحت کی انفرادی ضرورت کیا ہے۔ اور پاکستان کے لیے اجتماعی صحت کی حاجت کیوں ہے؟ علاوہ ازیں میدان طب میں کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ راہ فکر و عمل

کے عدم تعاون کی بناء پر دنیائے طب کو ذرہ برابر کوئی کنٹری بیوشن نہیں کر سکتے ہیں۔اور نہ ہی اس میدان میں ہمارا کوئی مقام متعین ہو سکا۔ماہنامہ ضیاء الحکمت میں ہم بار بار ان غلطیوں کی نشاندہی کر چکے ہیں جواب تک ایک تسلسل سے دہرائی جا رہی ہیں جن کی وجہ سے پاکستان میں طب اور صحت پالیسی لایقینی اور لامقصدیت کا شکار چلی آ رہی ہے۔اور پاکستان میں قومی صحت کا معیار اس قدر گر چکا ہے کہ جب کوئی فرد مکمل تندرست ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا یہ سفید جھوٹ حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ایک بیمار قوم ملک کی ترقی میں کیا کردار ادا کر سکتی ہے اس حقیقت سے کم و بیش ہر طبقہ کے لوگ اچھی طرح واقف ہیں۔ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی جامع ہیلتھ پالیسی کا اعلان کیا جائے جس میں ڈاکٹر، حکیم، ہومیو پیتھ، حضرات کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا جائے اتائیت کے خاتمہ کے لئے سخت ترین قوانین نافذ کر کے ان پر عمل کیا جائے۔تحقیقی میدان میں اغیار پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنے قوت بازو پر بھروسہ کرنا چاہیئے طبی تعلیم کے نصاب کو موجودہ دور اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا چاہیئے۔غیر ملکی دوا ساز ادارے پاکستان کو ایک زرخیز منڈی قرار دے کر ہر اچھی بری معقول و نامعقول اور مضر و غیر مضر دوا پاکستان بھیج دیتے ہیں۔ان کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے ملکی دوا ساز اداروں کی سرپرستی کی جائے۔دیہات میں بسنے والی ستر فیصد آبادی جو خاص طور پر طب نبوی سے مستفید ہونے کو ترجیح دیتی ہے۔طبی ڈسپنسریاں قائم کی جائیں۔طب آفیسرز کو فنڈز کے حصول میں پیش آنے والی مشکلات کا ازالہ کرنے کے لئے الگ ہیڈ مقرر کیا جائے۔تاکہ وہ دلجمعی کے ساتھ علاج معالجہ پر توجہ دے سکیں۔

حکیم العصر جناب محمد سعید دہلوی کی ذاتی کاوشوں اور لگن کے نتیجے میں قائم ہونے والی یونیورسٹی کی طرز پر ہر صوبہ میں سرکاری سطح پر حکمت کی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں طبی کالجوں میں داخلے کا معیار بہتر بنایا جائے۔دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک اور خاص طور پر ہمارے پڑوسی ممالک اس پر عمل پیرا ہیں اور اپنی بات کو دنیا سے منوا رہے ہیں۔لہٰذا مندرجہ بالا نکات پر غور نہ کرنے کا جواز نہ کل تھا اور نہ آج کوئی جواز ہے۔

ہم حکماء برادری سے بھی اپیل کریں گے کہ وہ اپنی اپنی تنظیموں کا رخ قومی کعبہ صحت کی طرف موڑ لیں۔تنظیم بنا لینا اور پھر اس تنظیم کا سربراہ یا عہدیدار بن جانا اتنی اہمیت نہیں رکھتا۔اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ آپ نے قومی صحت کے معیار کو بلند کرنے اور قوموں کی برادری میں اپنے قومی وقار کو بلند کرنے کے کیا کیا؟ گذشتہ ماہ پاکستان طبی کانفرنس کے زعما حکیم و ہومیو ڈاکٹر محمد اقبال شاہد اور ڈائریکٹر ادارہ قومی صحت وزارت پاکستان جناب حکیم ادریس بخاری صاحب ملتان تشریف لائے۔ان سے بات چیت کے نتیجے میں (جو آئندہ شائع کی جائے گی) ہم اس سے زیادہ کوئی دعویٰ کرنے کے قابل نہیں ہو سکے کہ۔۔۔۔۔۔ہنوز وتی دور است۔۔۔۔۔۔

تمام تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی پروگرام اس سے زیادہ نہیں ہے کہ بائیس رکنی کابینہ میں ہم بیس کی اکثریت میں ہیں۔ہمارے نکتہ نظر سے یہ کوئی کوالفکیشن اور علاج و معالجہ کی سہولتوں میں قومی سطح پر اضافہ کا موجب ہرگز نہیں ہے۔بقول ان کے یہ تنظیم بہت سے فلاحی پراجیکٹس پر کام کر رہی ہے۔خدا کرے ان کی کوششیں رنگ لائیں اور وہ قومی امنگوں پر پورا اتر سکیں۔اور ہم ان کے خیال میں موجود تمام منصوبے صحتی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ مجسم شکل میں دیکھ سکیں اور خدا تعالیٰ ہمارے زعما کو ذاتی ترقی کے قومی روگ سے دور رکھ کر ملی صحت کی ترقی کی راہ کا مسافر بنا دے۔آمین۔

یونانی طریقہ علاج پر توجہ دیجئے۔

آپ ہمارے ملک میں یونانی طریقہ علاج جو کہ عوام کے مزاج سے ہم آہنگ انتہائی سستا اور دیرپا طریقہ علاج ہے یہ قدرتی جڑی بوٹیوں پر مشتمل نقصانات سے بالاتر طریقہ علاج ملک کی شہری بالخصوص دیہی آبادی میں دل سے پسند اور اختیار کیا جاتا ہے۔بین الاقوامی سطح پر مغربی ماہرین کے علاوہ دنیا بھر کے ماہرین طب اب ہربل میڈیسن کے نام سے اس طریقہ علاج کو اختیار کر رہے ہیں جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کے مثبت نتائج عالم طب میں دلچسپی و بھرپور توجہ کی نگاہ سے دیکھے جا رہے ہیں۔کیا اس طریقہ علاج کو ہمارے اپنے ملک میں فروغ نہیں دیا جا سکتا؟؟ یقیناً اگر سرکاری سطح پر اس طریقہ علاج کی بھی ایلوپیتھک کی طرز پر بھرپور سرپرستی کی جائے تو ہم اپنے عوام الناس کو بہتر طریقہ پر طبی سہولتیں فراہم کر سکتے ہیں بھاری زرمبادلہ خرچ کر کے جدید لیکن سائیڈ افیکٹ سے بھرپور ادویات باہر سے منگوانے کے بجائے اپنے ملک میں پائی جانیوالی قدرتی جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کے لئے سینٹرز قائم کیے جائیں اور ہر ماہ ان کی رپورٹس لازمی شائع کی جائیں ہمارے ملک میں تقریباً پچاس ہزار سے زائد طبیب موجود ہیں جو اس فن کو اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت قائم رکھے ہوئے ہیں سرکاری سطح پر کسی قسم کی کوئی لیبارٹری یونانی ادویات کی تیاری میں معاون و مددگار نہیں ہے بلکہ نجی سطح پر ہمدرد، طبی، اجملی قرشی، واسع اکسیری، عادل اشرف، فیروز اجملی اور دیگر لیبارٹریز ہی یونانی ادویات کے فروغ و جدید طرز پیکنگ وغیرہ کی علمبردار ہیں ان کی تحقیقاتی سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ہر ضلعی و شہری سطح پر ہسپتالوں اور ڈسپنسریز میں یونانی طبی شعبہ قائم کر کے بحیثیت میڈیکل آفیسر طبیب کو متعین کیا جائے۔اور انہیں بالکل وہی مراعات دیجائیں جو ایلو پیتھ کے حاملین کو حاصل ہیں۔

اس کے علاوہ اور بہت سی قابلِ عمل تجاویز ہمارے پیش نظر ہیں جو ہم ارباب اختیار کو پیش بھی کرتے رہے ہیں اگر وزارت صحت کے حکام بہتر خیال فرمائیں تو ہم انہیں یہ تجاویز پیش کرنے کے لئے حاضر ہیں نیز اخبارات کو میڈیکل گزٹ کے موضع پر یونانی طریقہ علاج کو آگے لانے کے لئے مختلف فیچرز و انٹرویوز کا آغاز بھی کرنا چاہیے۔☆